OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN: 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:1, Issue: 1, July -Dec 2022 PP: 51-64

مزاح کا تعارف، مفہوم، اہمیت، لغوی اور اصطلاحی تعریف، افادیت، نصوص شریعہ کی تناظر میں شگفتہ مزاجی

Introduction of humor, meaning, importance, lexical and terminological definition, utility, humor in the context of Sharia texts

Published: 15-09-2022
Accepted: 15-11-2022
Received: 31-12-2022

Waqas Muhammad
B.S Research Scholar, Department of Islamic Studies, Government Postgraduate Jahanzeb College Swat
Email: wmuhammad878@gmail.com

Sana Gul
B.S Research Scholar, Department of Islamic Studies, Government Postgraduate Jahanzeb College Swat
Email: hr659645@gmail.com

Israr Ahmad
B.S Research Scholar, Department of Islamic Studies, Government Postgraduate Jahanzeb College Swat
Email: Israrahmad6732@gmail.com

Abstract

Allah is created two matters in human beings one is happy mode and other is non-happy. It is human nature that when there is a chance of happiness, he feels happy, on the contrary, he feels sad on the occasion of grief. Allah has created the nature of every human being separately. When someone leaves this world, the heart buries it in the heart. It is human nature to express happiness on the occasion of happiness and sadness on the occasion of grief. He who has learned the art of being happy in all circumstances is surely on his way to success. In holy book Quran Allah says Do not make fun of other men, perhaps they (who are making fun of) are better than themselves, nor other women make fun of other women because they (whom they are making fun of) are better than themselves. Do not taunt one another, and do not call one another by bad names. It is a very bad thing to be called a sin after believing. Humor is also mentioned in hadith.

***Keywords**: Believing, taunt, happiness, sadness, fun.*

CC BY

مزاح کا تعارف:

اللہ نے انسان میں دو مادے پیدا کئے ہیں ایک خوشی اور غم، انسانی فطرت ہے کہ جب خوشی کا موقع ہو تو خوشی محسوس کرتا ہے اس کے بر عکس غم کے موقع پر غم محسوس کرتا ہے، اللہ نے ہر انسان کی طبیعت الگ الگ پیدا کی ہے بعض انسان غم کے موقع پر بھی غم کو ظاہر نہیں کرتا جیسے کوئی اس دنیا سے کوچ کر جائے تو دل ہی دل میں اس بات کو دفن کر دیتا ہے، یہ انسانی فطرت ہے کہ خوشی کہ موقع پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اور غم کے موقع پر غم کا اظہار کرتا ہے۔ جس نے ہر حال میں خوش رہنے کا فن سیکھ لیا یقیناً وہ کامیابی کی طرف گامزن ہوا، طبیعت کی اکتاہٹ کو دور کرنے کے لئے ہنسی مذاق سے انسان کی طبیعت میں نشاط پیدا ہوتی ہے۔ البتہ اس ہنسی مذاق میں کونسا طریقہ بہتر اور جائز ہے اور کونسا ناجائز ہے۔ قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ " ([1])

(اے ایمان والو: نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور نہ دوسری عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ لوگ ظالم ہیں) ([2])

اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں مذاق سے منع فرمایا گیا ہے۔ البتہ احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے مذاق فرمایا ہے، جسے فقہاء مزاح سے تعبیر کرتے ہیں، امام ابو داود نے یہ روایت نقل کی ہے:

إنا حاملوك على ولد ناقة " قال وما أصنع بولد الناقة ؟ فقال النبي صلى الله عليه و سلم وهل تلد الإبل إلا النوق([3])

کہ رسول ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے صدقہ کا ایک اونٹ طلب کیا تاکہ اس پر سامان لاد کر گھر لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ٹھیک ہے میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دیئے دیتا ہوں) اس آدمی نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ: میں اونٹ کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔

اس حدیث سے ہنسی مذاق کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا ہنسی مذاق کے کچھ حدود و قیود ہیں، کچھ صورتوں میں ناجائز ہے اور کچھ صورتوں میں جائز ہے۔

مزاح کا مفہوم:

مزاح میم کے زیر کے ساتھ، اس کی معنی خوش طبعی، خوش مزاجی، ایسی باتیں جو دل پر اچھی لگتی ہو، ہنسی مزاح کے لئے بھی آتا ہے۔ مگر یہ خیال رکھا جائے کہ ہنسی مذاق میں حد سے آگے نہ نکل جائے یا ایسی مذاق بالکل نہ کرے جس سے دوسرے انسانوں کو نقصان پہنچے، یعنی جس سے دوسرے لوگوں کی عزّت نفس مجروح ہو جائے، ہنسی مزاح حدود کے اندر ہو، حدود سے جو بھی بات آگے نکل جاتی ہے، اس سے جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر معاشرے میں کسی کی کم فہمی جس کو کم عقل بھی کہا جاتا ہے، یا کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو انسان کی طبیعت کے ناموافق ہو، ہمیشہ لوگ اس پر ہنستے ہیں، یا وہ شخص جس پر ہنسا جاتا ہے، وہ اپنے آپ کو اس سے بہتر سمجھتا ہے۔ مگر آج کل ہنسی مذاق کسی کی بے عزّتی کرنا مقصود ہوتا ہے، حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کون بہتر

ہے اور کون نہیں، قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

"یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ"([4])

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے،اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کے پہچان کر سکو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔"

اسلام ایسی مزاح کی اجازت دیتا ہے جس میں کسی کی عزّت نفس مجروح نہ ہوں بلکہ اس کی اکتاہٹ کو دور کرنا مقصود ہوں، یعنی ایسا مزاح جس سے اس کی طبیعت خوش ہو جائے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ"([5])

(اے ایمان والو: نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں اور نہ دوسری عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ لوگ ظالم ہیں)

اس آیت سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ کسی کا مذاق مت اڑاو ہو سکتا ہے کہ تم جس کا مذاق اڑا رہے ہو وہ اللہ کے نزدیک تم سے بہتر ہوں، لہٰذا کسی کا مذاق مت اڑاو، قرآن میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى"([6])

(اور یہ کہ وہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے)

اللہ انسان کو رلاتا بھی ہے اور ہنساتا بھی ہے۔ اس آیت کے ضمن میں امام ابن کثیر (رحمہ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

کہ بندوں میں ہنسنے، رونے کا مادہ اور ان کے اسباب بھی اسی نے پیدا کیے ہیں۔

البتہ احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے مذاق فرمایا ہے، جسے فقہاء مزاح سے تعبیر کرتے ہیں، ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے:

عن انس ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، احملني , قال النبي صلى الله عليه وسلم: إنا حاملوك على ولد ناقة , قال: وما اصنع بولد الناقة فقال النبي صلى الله عليه وسلم: وهل تلد الإبل إلا النوق ([7])

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے سواری عطا فرما دیجیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہم تو تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کرائیں گے وہ بولا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا” :آخر ہر اونٹ اونٹنی ہی کا بچہ تو ہوتا ہے“۔

اس حدیث سے ہنسی مذاق کا جواز معلوم ہوتا ہے۔لہٰذا ہنسی مزاح کے کچھ حدود و قیود ہیں، کچھ صورتوں میں نا جائز ہے اور کچھ صورتوں میں جائز ہے۔

اسی طرح ترمذی شریف میں ایک اور روایت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا، قَالَ: إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا،قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مَعْنَى قَوْلِهِ: إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا: إِنَّمَا يَعْنُونَ إِنَّكَ تُمَازِحُنَا)([8])

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ہم سے ہنسی مذاق کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں (خوش طبعی اور مزاح میں بھی) حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

مزاح کی اہمیت:

اس موضوع پر بحث اس لئے ضروری ہے کہ اللہ نے انسان کی طبیعت مزاج میں خوشی اور غم دونوں رکھا ہے۔جب مذاق حدود کے اندر ہو تو انسان برداشت کرسکتا ہے،اس کے برعکس جب مذاق حدود سے باہر ہوجائے تو یہ انسان کی طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔اس لئے انسان کو چاہیے کہ جب وہ دوسروں سے ہنسی مزاح کرے تو دوسروں کی طبیعت کو بھی دیکھے،اور موقع محل کو بھی دیکھے، کیوں کہ دنیا کی ہر مذہب میں مزاح کا تصوّر الگ ملتا ہے، سیّد نا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

أجموا هَذِه الْقُلُوب، فَإِنَّهَا تمل، كَمَا تمل الْأَبدَان([9])

ان دلوں کو بھلاؤ کیونکہ یہ دل اس طرح اکتانے لگتے ہیں۔جس طرح انسانی جسم تھک جاتے ہیں۔

مزاح کی اہمیت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی میں مزاح کی کئی واقعات ملتی ہے، جیسے رسول ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے صدقہ کا ایک اونٹ طلب کیا تاکہ اس پر سامان لاد کر گھر لے جائے۔آپ ﷺ نے فرمایا" ٹھیک ہے میں تمھیں اونٹنی کا بچہ دیئے دیتا ہوں۔"اس آدمی نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے" ([10])

اسی طرح ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) تعب(مشقت) سے کہا: "کیا آپ ﷺ بھی ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! مگر میں خلاف حق کوئی بات نہیں کہتا۔؟([11])

قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ" ([12])

ان واقعات کے بعد اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بناپر (اے پیغمبر) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا۔اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہوجاتے۔لہٰذا ان کو معاف کردو، ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو،اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ لیتے رہو۔پھر جب تم رائے پختہ کرکے کسی بات کا عزم کرلو تو اللہ پھر بھروسہ کرو۔ اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔اسی طرح بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ([13])

ام المؤمنین سیّدنا عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں میں نے کبھی رسول ﷺ کو اس طرح کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو کا گوشت نظر آتا ہو۔ آپ صرف تبسّم فرمایا کرتے تھے۔

مزاح کی کچھ حدود وقیود ہے اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مزاح حد سے زیادہ نہ ہو، جب مزاح حد سے زیادہ ہو جائے تو اس سے دل میں سختی پیدا ہو جاتی ہے، اور اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔ مزاح کی اہمیت کا اندازہ اسی سے بھی لگایا جاسکتا ہے قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

" یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" ([14])

اے ایمان والو: نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں خود ان سے بہتر ہوں، اور نہ دوسری عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ لوگ ظالم ہیں)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى"

"اور یہ کہ وہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے"

اس آیت کے ضمن میں امام ابن کثیر (رحمہ اللہ علیہ) لکھتے ہیں: کہ بندوں میں ہنسنے، رونے کا مادہ اور ان کے اسباب بھی اسی نے پیدا کیے ہیں۔

تفریح یا مزاح لغت میں:

مزاح اردو، عربی، فارسی تینوں زبانوں میں مستعمل ہے۔ اردو میں اسے خوش طبعی، سیر، دل بہلانا، تازگی اور طبیعت کی فرحت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے لغوی معنی رطوبت کے ہیں، اور عربی میں ظرافت اور خوش طبعی کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ مزاح کے مترادفات ہے ہنسی، مذاق، ظرافت، اعراض، اس قسم کے الفاظ آتے ہے۔ یا تفریح کا لفظ انگریزی میں دو الفاظ "Re" اور Creation کا مجموعہ ہے۔ Re کے معانی "از سر نو" اور Creation کے معانی تخلیق کے ہیں۔ گویا Recreation کا مطلب ہے از سر نو تخلیق یا تخلیق نو یعنی ایسی سرگرمی جس سے انسان میں ایک نئی امنگ، ولولہ جوش، وجذبہ، اور نیا عزم وحوصلہ پیدا ہو جسم کو تازگی اور روح کو آرام وسکون حاصل ہو جو پریشانی اور تھکاوٹ دور ہونے اور انسان کے تازہ دم ہونے کا باعث بنے۔ عربی میں اس کے لئے "الفرح" کا لفظ استعمال ہوتا ہے جو نقیض الحزن یعنی غم کا متضاد ہے۔ تحفۃ الاریب میں اس کی معانی یوں کی گئی ہے کہ "الفرح بمعنی السرور" فرح بمعنی سرور اور خوشی کے ہیں ([15])

عربی میں بولا جاتا ہے:

الفرح نقيض الحزن. وقال ثعلب: إن يجد في قلبه خِفَّةً([16])

(فرح حزن کا متضاد ہے اور ثعلب کہتے ہے کہ اس سے مراد دل کا ہلکا پن ہے)

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں فرح کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: کسی محبوب چیز کو پانے کے لئے دل میں جو خوشی

محسوس ہوتی ہے اسے فرح کہتے ہے۔

دور جدید کے ماہرین صحت و جسمانی تعلیم نے فرح یا تفریح کی جو تعریفات کی ہے ان کا انگریزی میں خلاصہ یہ ہے:

"Recreation is such a worth leisure time activity acceptable to the society and give instant pleasure and satisfaction to an individual who voluntarily participate in it"(17)

تفریح فارغ اوقات میں ایسی سود مند اور سماجی اور قبولیت کی حامل سرگرمی ہے جس سے رضاکارانہ شمولیت اختیار کرنے والے کو فوری سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔"(المزاح فی المزاح)" میں اس طرح بھی کی گئی ہے بھائیوں اور دوست واحباب کا باہم خوش طبعی کرنا مستحب ہے، کیوں کہ اس سے دلوں کی راحت اور آپس کی محبت و مودت (برخلوص دوستی) حاصل ہوتی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ بہتان تراشی اور جگت بازی (ایسے لوگ جو گفتگو میں مناسبات نہ ہو کا استعمال باالتزام کرتے ہیں) نہ ہو، جس سے انسان کی ہیبت ختم اور حشمت (عظمت) کم ہو جاتی ہے اور فحش کلامی بھی نہ ہو، جس سے بغض پیدا ہوتا ہے اور پرانے کینے بھڑکتے ہیں۔

مزاح کی اصطلاحی تعریف:

مزاح کا انگریزی مترادف (Hum our) ہے جو لاطینی کے لفظ (Hu mere) سے مشتق ہے، جس کے معنی ہے مرطوب ہونا۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ لفظ "مضحکہ خیز" یا "ظریفانہ" کا مترادف ہوگیا۔ چنانچہ The New Caxton Encyclopedia کے مطابق: اشیا کا ظریفانہ پہلو دیکھنے کا نام مزاح ہے۔(18)

انسائکلیوپیڈیا برٹانیکا میں اس لفظ کی وضاحت کچھ اس طرح کی گئی ہے کہ:

Form of communication in which a complex mental stimulus, or elicits reflex of laughter. (19)

یعنی ابلاغ کی وہ صورت جس میں کوئی پیچیدہ ذہنی تاثر قہقہے کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں اس لفظ کے متبادل کے طور پر ہنسی، مذاق، دل لگی اور خوش طبعی وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

"لسان العرب" میں مزاح کی بڑی خوبصورت اور جامع تشریح ملتی ہے جس کے مطابق "مزاح ایسی ہنسی یا کشادگی طبع کا نام ہے جس میں وقار اور متانت (مضبوط) ہونا کے پہلو کو نظر انداز کیا جائے اور یہ کہ اس کا مقصد ایسی خوش خلقی اور فرحت قلوب ہے جو خیر اور تلطف (مہربانی) پر مبنی ہو۔ نہ کہ اس کا مقصد اذیت پہنچانا یا کسی کی تحقیر و تذلیل کرنا ہو۔(20)

خوش طبعی کے لحاظ سے لوگوں کی تین اقسام:

1۔ جو لوگ اپنے دن اور رات قہقہوں اور طنز مزاح میں گزارتے ہیں۔ یہ قسم مذموم ہے۔ اس طرح انسان حد اعتدال سے نکل کر اسراف کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے حضور اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے: کیوں کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ(21)

(حضور ﷺ نے فرمایا: زیادہ نہ ہنسا کرو، کیوں کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے)

2۔وہ خشک مزاج جن کے چہروں پر سدا تیوڑی اور پیشانی پر سلوٹیں (ناراض ہونا) پڑی رہتی ہیں۔یہ قسم بھی قابل مذمّت ہے۔اس طرح نفرت اور بغض پیدا ہوتا ہے۔معاملہ اس وقت زیادہ سنگین صورت حال اختیار کر جاتا ہے،جب کہ اس مزاج کا شخص دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہا ہوا یسے لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کی بات یاد رہنا چاہیے (تیرے اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا تیرے لئے صدقہ ہے)

3۔وہ لوگ جو اپنی زندگی نبی اکرم ﷺ کے طریقے پر بسر کرتے ہے۔اور میان روی اختیار کرتے ہے۔کیوں کہ حضور اکرم ﷺ بھی بسا اوقات خوش طبعی کیا کرتے تھے۔([22])

مزاح کی افادیت:

آج کل لوگ اتنے مصروف ہوگئے ہیں کہ لوگ مزاح بھول گئے ہے مطلب یہ کہ لوگوں میں قوت برداشت کم ہوتی جارہی ہے۔آگے بڑھنے کی جدوجہد، حسد، بغض نے لوگوں کو ذہنی تناؤ میں ڈال دیا ہے۔صحت کہ جو ماہرین ہے وہ کہتے ہے کہ ہنسا ہمارے جسم کے لئے اتنا ضروری ہے، جتنا کہ ورزش

مزاح کے فوائد:

1۔طبّی طور پر فائدہ مند رہنا

ماہرین صحت کے مطابق جو لوگ ہنسی مزاح کرتے ہے وہ لوگ جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند رہتے ہے۔آپ کی ذہنی تناؤ کو وقتی طور پر دور کر دیتی ہے۔مزاح ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کی دماغ تروتازہ ہوتی ہے۔مزید یہ کہ اس سے انسانی جسم کو آرام اور خوشی محسوس ہوتا ہے۔

2۔لڑائی جھگڑوں سے بچنا

ضروری بحث کے دوران اگر آپ ہنسے تو آپ کسی بڑے جھگڑے سے بچ سکتے ہے۔ مطلب یہ بعض دفعہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ایک دوسرے سے جھگڑتے رہتے ہے۔مزاح سے انسان کی ذہنی توازن صحیح ہوتی ہے۔

3۔ذہنی دباؤ سے نجات

ہنسی ذہنی دباؤ میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے،اگر کوئی شخص ذہنی دباؤ کا شکار ہے،تو اسے چاہیے کہ کوئی اچھی سی مزاحیہ کتاب پڑھ لے۔کیوں کہ مزاحیہ کتاب یا کوئی اور ایسی چیز جس کو دیکھنے سے ذہنی دباؤ میں کمی آجائے۔

4۔ذہنی تناؤ

جب انسان ذہنی تناؤ کا شکار ہوتا ہے تو اس کی ذہن پر ایک بوجھ سی ہوتی ہے۔اس کے ہاتھ سے کچھ بھی کام نہیں صحیح طرح ہوتا،اس کے برعکس جب انسان خوشحال ہوتا ہے تو اس پیشانی پر مسکراہٹ کے اثار نظر آتی ہے۔جب بندہ اپنے دوستوں اور اقاریب کے ساتھ بیٹھ کر اس کے ساتھ خوشی اور ہنسی کی لمحات کو یاد کرکے اس سے بھی ذہنی تناؤ ختم ہوجاتی ہے۔

5۔جسم تروتازہ رکھنا

مزاح انسانی جسم کو تروتازہ رکھتی ہے،جب اور لوگ اس کو دیکھتے ہے،دوسرے لوگوں کی چہروں پر بھی مسکراہٹ لے آتی ہے۔

مزید فوائد یہ ہیں کہ:

اس پر کچھ خرچ نہیں آتا لیکن یہ سب کچھ دیتی ہے۔
یہ حاصل کرنے والوں کو مالا، مال کرتی ہے اور دینے والے سے کچھ نہیں مانگتی۔
اس کے بغیر کوئی امیر نہیں جس کے پاس یہ نہیں اس جیسا کوئی غریب نہیں۔
مسکراہٹ کی ضرورت اسے سب سے زیادہ ہوتی ہے، جس کے پاس دوسروں کے لئے کچھ نہ ہو۔
اگر آپ دوسروں کے لئے باعث احترام بننا چاہتے ہیں، ان کے دلوں میں گھر کرنا چاہتے ہیں تو مسکرائیے۔
یہ ایک جھلک ہوتی ہے لیکن اس کی یاد اکثر وبیشتر ابدی ہوتی ہے۔ ([23])

نصوص شریعہ کی تناظر میں شگفتہ مزاجی:

اسلام ایک کامل و مکمّل دین ہے، جو تمام انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا عظیم تحفہ ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور مالک ہے اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت اور مزاج بھی تخلیق فرمایا ہے۔ اسلامی احکام اور قوانین میں جو انسانی مزاج اور فطرت کی رعایت نظر آتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی مثال دنیائے انسانیت کے کسی اور قانون میں دستیاب نہیں، انسان نے جو خود ساختہ قوانین بنائے ہے اس میں ہر روز کچھ نہ کچھ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اس کے بر عکس قوانین اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی، بلکہ فطرت کے عین مطابق ہے۔ اسلام نے وضع قانون میں انسانی مزاج اور اس فطرت میں رعایت رکھی ہے۔ خوشی ہو یا غم ہو، صحت ہو یا مرض ہو، بچپن ہو یا جوانی ہو، یا بڑھاپا ہو۔ شریعت نے ہر حال میں اور ہر مرحلہ پر انسانی مزاج کے موافق احکام و قوانین مقرر کیئے ہیں۔

مزاح اور خوش طبعی:

مزاح اور خوش طبعی یا مذاق اور دل لگی ایک ایسی کیفیت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تقریباً ہر انسان میں پیدا فرمائی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ مادہ کسی میں کم تو کسی میں زیادہ ہے، اور انسان موقع کے مناسبت سے اس کا ظہور کرتا رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک عظیم نعمت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کردہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى" ([24])

(اور یہ کہ وہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے)

اس کی بے شمار فائدے ہیں جیسے مزاح اور خوش طبعی ذہنی تناؤ سے نجات دیتی ہے، لڑائی جھگڑوں سے انسان کو بچاتا ہے، طبّی طور پر انسان فائدہ مند رہتا ہے، اور بھی اس کے بے شمار فائدے ہیں۔ بار بار یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ غمزدہ انسان بھی اپنے سر سے غم کو ہٹانے کے لئے خوش طبعی اور مزاح سے کام لیتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مزاح اور دل لگی انسانی فطرت کا ایک لازمی حصّہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس میں ڈال دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فرد میں یہ مادہ زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے، جو شخص اس کا صحیح استعمال کرتا ہے وہ اس سے بھر پور فائدہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ تجربہ ہے کی جس شخص کہ مزاج میں سختی ہو لوگ اس سے رفتہ رفتہ تعلق چھوڑ دیتا ہے۔ لوگ اس کو طرح طرح سے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ جیسے یہ شخص بد اخلاق ہے، مغرور ہے، بدمزاج ہے، طرح طرح کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ اور اس شخص کو معاشرے میں بد نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بر عکس جو شخص خوش اخلاق اس کا مزاج صحیح ہو لوگ اس سے تعلق رکھتے ہے۔ اور کوشش کرتے ہے کہ اس کے قریب آجائے۔ کثیر تعداد میں لوگ اس سے استفادہ کرتے ہے، معاشرے میں جس شخص کا مزاج اچھا ہو لوگ اس شخص کی مثالیں دیتے ہے۔ جب کہ

شریعت اسلامیہ انسان فطرت کے عین مطابق ہے، اس میں فطری جذبے یعنی مزاح اور خوش طبعی کے احکام نہ ہو یہ ناممکن ہے۔

مزاح کا شرعی حکم:

شریعت میں مزاح جائز ہے لیکن دو باتوں کا خیال ضروری ہیں ایک یہ کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو، دوسری یہ کہ کوئی خلاف واقعہ بات نہ کہی جائے۔ اسلامی شریعت تمام امور میں اعتدال پسندی سے کام لیتا ہے، للذا مزاح اور خوش طبعی میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ موقع اور محل کی مناسبت سے مزاح کرنا مستحب ہے۔ اور مزاح کی کثرت مذموم قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

> اعلم أن المزاح المنهي عنه هو الذي فيه إفراط ويداوم عليه فإنه يورث الضحك وقسوة القلب ويشغل عن ذكر الله والفكر في مهمات الدين ويؤول في كثير من الأوقات إلى الإيذاء ويورث الأحقاد ويسقط المهابة والوقار فأما ما سلم من هذه الأمور فهو المباح الذي كان رسول الله يفعله على الندرة لمصلحة تطييب نفس المخاطب ومؤانسته وهو سنة مستحبة([25])

جان لو کہ مزاح وہ ممنوع ہے جو حد سے زیادہ ہو اس پر ہمیشگی مداومت کی جائے کیونکہ یہ بہت زیادہ ہنسنے اور دل کے سخت ہونے کا باعث ہے، ذکر الٰہی سے غافل کردیتا ہے اور اہم دینی امور میں غور و فکر سے باز رکھتا ہے۔ بسا اوقات ایذا رسانی تک پہنچاتا ہے۔ بغض و عناد پیدا کرتا ہے رعب و داب ختم ہو جاتا ہے لیکن جو شخص ان اومر سے محفوظ ہو تو اس کے لئے مباح ہے جو خود رسول ﷺ نے کبھی کبھار کسی مصلحت کے پیش نظر مخاطب کو بے تکلف اور مانوس بنانے کے لئے انجام دیا اور یہ سنت مستحبہ ہے۔

ملّا علی قاری کے اس کلام سے مزاح کی ممنوع، مستحب کی تعین ہو جاتی ہے کیوں کہ کثرت مزاح انسان کی دل سخت اور ذکر الٰہی سے غافل ہونے کا باعث ہے، اس لئے مزاح کی کثرت انسان کے لئے ممنوع ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے بارے میں بتایا کہ آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ مزاح اور پر لطف شخصیت کے مالک تھے۔ ([26])

شگفتہ مزاجی احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

دنیا میں ہزاروں پیغمبر آئے، انھوں نے اللہ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچایا اور اپنی زندگی کا عملی نمونہ پیش کیا، مگر عرصے بعد ان کی تعلیمات ختم ہوگئے۔ یہ امتیاز صرف خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ کا لایا ہوا پیغام قرآن مجید کی شکل میں ہرف بہ ہرف محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا، اسی طرح آپ ﷺ کی حیات طیبہ بھی روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ کی ولادت سے اور خاص طور پر نبوت تک کے تمام واقعات، تمام جزئیات معلوم ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے آپ کی زندگی کے معمولی واقعات، آپ کے روز مرہ کے معمولات اور طبعی اوصاف کو بھی بیان کیا ہے۔ آپ کی خلوت و جلوت، آمد و رفت، سفر، کھانا پینا، چلنا، غرض آپ کی زندگی کا کوئی پہلو پردہ میں نہیں ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ اپنے متعلقین اور اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ لطف و کرم، محبت اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ کے مزاج میں سختی نام کو نہ تھی۔ قرآن مجید نے اس اوصاف کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ" ([27])

ان واقعات کے بعد اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر (اے پیغمبر) تم نے ان لوگوں سے نرمی برتاؤ کیا اگر تم سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے لہٰذا ان کو معاف کر دو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ لیتے رہو۔ پھر جب تم رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

حضور ﷺ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ ﷺ عمر بھر قہقہہ لگا کر نہیں ہنسے عام طور پر صرف تبسّم فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی دل لگی اور خوش کلامی کا مقصد کسی پہ چوٹ کرنا نہیں بلکہ لوگوں کا دل جیتنا ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہنسی مزاح میں معاملہ شائد تبسّم زیر لب سے آگے بڑھا ہو، قہقہے تک تو نوبت پہنچتے ہی نہ پاتی۔ اکثر اوقات آپ ﷺ مسکراتے تو صرف دانت دکھائی دیتے۔ آپ ﷺ کی سیرت پاک زندہ دلی، شگفتہ مزاجی اور لطف و کرم کے نہایت دلکش واقعات سے بھری پڑی ہے، جن میں حضور ﷺ کے اعلیٰ ترین ذوق کی ایسی بھرپور اور لازوال عکاسی ملتی ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود جن کی تاثیر اور لطافت میں کمی نہیں آئی۔

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا قول ہے:

أجموا هٰذِه الْقُلُوب، فَإِنَّهَا تمل، كَمَا تمل الْأَبدَان ([28])

ان دلوں کو بھلاؤ کیونکہ یہ دل اس طرح اکتانے لگتے ہیں۔ جس طرح انسانی جسم تھک جاتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا، حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ ([29])

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اس طرح کھل کر کبھی ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو، آپ ﷺ صرف مسکراتے تھے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ:

"عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي"([30])

جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا نبی کریم ﷺ نے اپنے پاس آنے سے کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مسکرائے۔

صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ، فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ([31])

آپ ﷺ جہاں فجر کی نماز پڑھتے وہاں سے نہ اٹھتے آفتاب نکلنے تک (ذکر الٰہی کیا کرتے یہ سنت ہے اور سلف اور اہل

علم کا معمول ہے) جہاں افتاب نکلتا تو آپ ﷺ اٹھتے اور لوگ باتیں کرتے اور جاہلیت کے کاموں کا ذکر کرتے اور ہنستے اور آپ ﷺ تبسّم فرماتے (یعنی بغیر آواز کے ہنستے)۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ البَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ ([32])

رسول ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے سامنے تمہارا مسکرانا تمہارے لئے صدقہ ہے، تمہارا بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، بھٹک جانے والی جگہ میں کسی آدمی کو تمہارا راستہ دکھانا تمہارے لئے صدقہ ہے، نابینا اور کم دیکھنے والے آدمی کو راستہ دکھانا تمہارے لئے صدقہ ہے، پتھر، کانٹا ہڈّی کا راستے سے ہٹانا تمہارے لئے صدقہ ہے، اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں تمہارا پانی ڈالنا تمہارے لئے صدقہ ہے۔

آپ ﷺ ان لوگوں سے بھی نرمی سے پیش آتے جس کو لوگ معاشرے میں اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے۔ صحیح بخاری میں ام المؤمنین سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ائْذَنُوا لَهُ، بِئْسَ أَخُو العَشِيرَةِ، أَوِ ابْنُ العَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلاَنَ لَهُ الكَلاَمَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الكَلاَمَ؟ قَالَ: أَيْ عَائِشَةُ، إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ، اتِّقَاءَ فُحْشِهِ([33])

ایک شخص رسول ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو، فلاں قبیلے کا یہ برا آدمی ہے جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کو اس کے متعلق جو کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! وہ بدترین آدمی ہے جسے اس کی بدکلامی سے ڈر کر لوگ (اسے) چھوڑ دیں۔

سنن ابوداؤد میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ ([34])

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول ﷺ نے فرمایا: اے دو کان والے۔

شگفتہ مزاجی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی نظر میں:

اللہ کے رسول ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان کچھ ارشاد فرماتے تو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پوری توجہ کے ساتھ اس کو سنتے، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کچھ بیان کرتے تو آپ بھی ان کی گفتگو میں شریک ہوتے، کوئی بات تفریح طبع (دل لگی) کی ہوتی تو آپ ﷺ بھی اس سے پورا مزہ لیتے، صحابہ کسی بات پر ہنستے تو آپ بھی ان کا ساتھ دیتے کسی صحابی کی کوئی حرکت یا کوئی انداز آپ کے چہرے (مبارک) پر مسکراہٹیں بکھیر دیتا تھا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے آپ ﷺ کی زندگی کے معمولی معمولی واقعات، آپ کے روز مرہ کے معاملات اور طبعی اوصاف کو بھی بیان کیا ہے۔ رسول ﷺ کی زندگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ

آپ اپنے متعلقین اور اصحاب کے ساتھ لطف و کرم، محبت اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔آپ کے مزاج میں سختی نام کو نہ تھی۔ قرآن نے آپ ﷺ کے اس وصف کو اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ" ([35])

ان واقعات کے بعد اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر (اے پیغمبر) تم نے ان لوگوں سے نرمی برتاؤ کیا۔اگر تم سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔لہٰذا ان کو معاف کر دو، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو، اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ لیتے رہو۔پھر جب تم رائے پختہ کرکے کسی بات کا عزم کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

حضور ﷺ اپنے اصحاب سے بھی لطیف مزاح فرمایا کرتے تھے۔آپ ﷺ کا یہ برتاؤ صرف اپنے عزیزوں یا قریبی اصحاب کے ساتھ ہی نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ کا یہ فیضان ان لوگوں کے لیے بھی وسیع تھا جن کو معاشرے میں اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ کی طرح صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) بھی آپس میں مزاح کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں خوش طبعی کا ماحول پیدا کرلیتے تھے۔روایت ہے:

قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أُخْدَعُ فِي البُيُوعِ، فَقَالَ: " إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لاَ خِلاَبَةَ " فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُولُهُ ([36])

نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ خرید وفروخت میں مجھے دھوکہ دیا جاتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب خرید وفروخت کیا کرو، تو کہہ دیا کرکہ کوئی دھوکہ نہ ہو۔چنانچہ پھر وہ شخص اسی طرح کہا کرتا تھا۔

جیسے حبان بن منقد (رضی اللہ عنہ) ایک انصاری صحابی تھے اور ان کا پیشہ تجارت سے منسلک تھا۔ایک دفعہ تجارت میں ان کے ساتھ دھوکہ ہوگیا۔آپ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا کہ ان کے ساتھ تجارت میں دھوکہ ہوگیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ جب بھی تم تجارت کرو تو سودا کرنے سے پہلے کہہ دو کہ دھوکا نہیں چلے گا۔

نتائج البحث:

1. نبی اکرم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔
2. اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کے اخلاق کو سب سے بہترین قرار دیا ہے۔
3. نبی کریم ﷺ کبھی بھی اپنی زبان مبارک پر سخت الفاظ نہیں لائے بلکہ ہمیشہ نرمی سے بات کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہو یا حضور ﷺ کا اہل خانہ ہو، حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہو، سب کے ساتھ نرمی سے اور خندہ پیشانی سے پیش آیا۔نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ دوسروں کو اچھے اخلاق کی تلقین کی یعنی کہ حضور ﷺ کی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو پس پردہ ہو سب کچھ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔
4. دین اسلام بھی مزاح کا تصوّر دیتا ہے لیکن اس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مزاح حدود کے اندر ہو یعنی کہ کسی

کو تکلیف پہنچانا مقصود نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگوں کی مزاج توڑا سخت اور بعض لوگوں کی مزاج میں توڑا نرمی ہوتا ہے۔

5. حضور ﷺ کا کھانا، پینا اٹھنا، بیٹھنا، ہنسنا، سب کچھ واضح ہیں۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ بچوں سے بھی نرمی سے پیش اور شفقت سے پیش آئے آپ ﷺ کے قریبی آصحاب کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی۔ مزاح کی کچھ حدود وقیود ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ یعنی کہ مزاح حد سے زیادہ نہ ہو، کسی کو ڈرانے یا دمکھانے کا سبب نہ ہو کسی کی تحقیر اس میں نہ ہو، سب سے بڑی بات کہ اس میں دین حنیف کا مذاق نہ ہو، اور مذاق جھوٹ پر مبنی نہ ہو۔

6. اللہ نے انسان کی طبیعت مزاج میں خوشی اور غم دونوں رکھا ہے۔ جب مذاق حدود کے اندر ہو تو انسان برداشت کر سکتا ہے، اس کے بر عکس جب مذاق حدود سے باہر ہو جائے تو یہ انسان کی طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ جب وہ دوسروں سے ہنسی مزاح کرے تو دوسروں کی طبیعت کو بھی دیکھے، اور موقع محل کو بھی دیکھے، کیوں کہ دنیا کی ہر مذہب میں مزاح کا تصوّر الگ ملتا ہے۔

7. شریعت میں مزاح جائز ہے لیکن دو باتوں کا خیال ضروری ہیں ایک یہ کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو، دوسری یہ کہ کوئی خلاف واقعہ بات نہ کہی جائے۔ اسلامی شریعت تمام امور میں اعتدال پسندی سے کام لیتا ہے، لہٰذا مزاح اور خوش طبعی میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ موقع اور محل کی مناسبت سے مزاح کرنا مستحب ہے۔ اور مزاح کی کثرت مذموم قرار دیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔الحجرات آیت 11

[2] ۔عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی- پاکستان، 1432ھ-2011ء، ج:3، ص:347

[3] ۔ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داوٗد، باب: ما جاء فی المزاح، مکتبہ دار الفکر، سن اشاعت 1991، رقم 4998 ج:2، ص:718

[4] ۔الحجرات آیت 13

[5] ۔الحجرات آیت 11

[6] ۔النجم 43

[7]۔ سنن ابی داؤد، باب: ماجاء فی المزاح، رقم، 4998

[8]۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، باب: ماجاء فی المزاح، رقم 1990

[9]۔ امام بغوی، حسن بن مسعود، شرح السنتہ، باب: المزاح، المکتب الاسلامی، بیروت 1403ھ/1983ء، ج: 13، ص: 184

[10]۔ سنن ابی داؤد باب: ماجاء فی المزاح، رقم 4998

[11]۔ جامع ترمذی، باب: ماجاء فی المزاح، رقم 1990

[12]۔ آل عمران، 159

[13]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب: اخلاق کے بیان میں، باب: مسکرانا اور ہنسانا، الناشر: دار طوق النجاۃ، رقم: 6092

[14]۔ الحجرات، آیت 11

[15]۔ ابو حیان، محمد بن یوسف بن علی، تحفۃ الاریب فی القرآن من الغریب، المکتبہ الاسلامی، 1403ھ/1983ء، ج: 1، ص: 244

[16]۔ الدکتور محمد مطنی کتاب سورۃ القصص دراسۃ تحلیلیۃ ج: 1، ص: 236

[17]۔ گیلانی، سید بشارت حسین، خرم فیزیکل ایجوکیشن، گیلانی پبلیکشنز، ملتان، 1426ھ/2006ء، ص: 272

[18] *The new Caxton encyclopedia vol 10,P:3127*

[19] *Encyclopedia Britannica vol1,P:147*

[20]۔ لسان العرب، ج: دوم، ص: Lisān al ʹArab, Vol:2, P:593593

[21]۔ سنن ابن ماجہ، کتاب: زہد وورع اور تقوی کے فضائل و مسائل، باب: غمگین ہونے اور رونے کا بیان، رقم: 4193

[22]۔ اخذ کردہ کتاب: سچے واقعات اور ہنسی مزاح کے اسلامی آداب ص: 45-46

[23]۔ ساجد، عبد الوارث، اسلام میں تصوّر مزاح اور مسکراہٹیں، نعمانی کتب خانہ، لاہور، 1427، ص: 5

[24]۔ النجم، 43

[25]۔ ملّا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب المزاح، موقع المشکاۃ الاِسلامیۃ، ج: 14، ص: 153

[26]۔ کنز العمّال، رقم: 18400

[27]۔ آل عمران، 159

[28]۔ شرح السنتہ، باب: المزاح، ج: 13، ص: 184

[29]۔ صحیح بخاری، کتاب الآدب، باب تبسّم والضحک، رقم 6092

[30]۔ مسلم، مسلم بن الحجاج بن مسلم، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تبسّم ﷺ و حسن 6089

[31]۔ صحیح مسلم، رقم 6035

[32]۔ ترمذی، کتاب البر والصّلہ عن رسول ﷺ، باب: نیکی اور صلہ رحمی، رقم 1956

[33]۔ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: مفسد اور شریر لوگوں کی یا جن پر گمان غالب برائی کا ہو، ان کی غیبت درست ہونا، رقم 6054

[34]۔ سنن ابی داؤد، کتاب الآدب، باب ماجاء فی المزاح، رقم: 5002

[35]۔ آل عمران، 159

[36]۔ صحیح بخاری، کتاب قرض لینے ادا کرنے حجر اور مفلسی منظور کرنے کے بیان میں، باب مال کو تباہ کرنا یعنی بے جا اسراف منع ہے، رقم: 2407